سپریم کورٹ رپورٹس (1997) SUPP. 5 ایس سی آر

یونین آف انڈیا اور دیگران

بنام

اے۔ناگا مالیشور راو

18 نومبر 1997

[ایس۔سی۔اگروال اور جی۔ٹی۔ناناوتی، جسٹسز]

ملازمت قانون:

سینٹرل سول سروس (کنڈکٹ) رولز، 1964 - قاعدہ 3(1)(i)(iii) - برطرفی - ٹیلی فون آپریٹر نے ایس ایس سی امتحان میں اپنے نمبروں کو غلط طریقے سے پیش کر کے ملازمت حاصل کی - اصل سرٹیفکیٹ تصدیق کے لئے پیش نہیں کیے گئے - محکمانہ جانچ۔ برطرفی - ٹربیونل نے کہا کہ یہ فیصلہ بغیر کسی ثبوت پر مبنی تھا - برطرفی کا حکم کالعدم - اپیل پر۔ ٹربیونل نے انکوائری افسر کے سامنے پیش کیے گئے شواہد کی جانچ پڑتال کر کے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا جیسے کہ یہ اپیل کی عدالت ہو - زیڈ رجسٹر کو سرکاری ریکارڈ کے طور پر برقرار رکھنا ایک عوامی دستاویز ہے جس کی تصدیق مجاز اتھارٹی کے ذریعہ کی جاتی ہے - ٹربیونل کو اسے قبول کرنا چاہئے تھا۔

جواب دہندہ نے ایس ایس سی امتحان میں اپنے نمبروں کو غلط طریقے سے پیش کر کے ٹیلی فون آپریٹر کے طور پر ملازمت حاصل کی۔ محکمہ کی طرف سے بار بار مطالبات کے باوجود ایس ایس سی سرٹیفکیٹ تصدیق کے لئے پیش نہیں کیا گیا تھا۔ اسکول کے ہیڈ ماسٹر سے پوچھ گچھ کرنے پر پتہ چلا کہ مدعا علیہ نے صرف 48 نمبر حاصل کیے تھے۔ 6 فیصد نمبر جبکہ زیڈ رجسٹر میں کیے گئے اندراج میں یہ انکشاف ہوا تھا کہ اس

نے 80.79 فیصد نمبر حاصل کیے تھے۔ چونکہ مدعاعلیہ نے غلط طریقے سے اور سی سی ایس (کنڈکٹ) رولز، 1964 کے قاعدہ 3 (1) (آئی) (3) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ملازمت حاصل کی تھی، اس لئے اس کے خلاف محکمانہ جانچ کی گئی تھی۔ الزام ثابت ہوگیا اور اس کے خلاف برطرفی کا حکم جاری کردیا گیا۔ ڈائریکٹر (ٹیلی کام) کے پاس اپیل اور بورڈ میں نظر ثانی کی درخواست ناکام ہونے کے بعد مدعاعلیہ نے ٹربیونل سے رجوع کیا جس نے درخواست منظور کرتے ہوئے کہا کہ الزام کا ثبوت بغیر کسی ثبوت پر مبنی ہے اور اس لئے سزا کے نتیجے میں دیا گیا حکم کالعدم قرار دیا جانا چاہئے۔ لہٰذا موجودہ اپیل۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد: 1.1. برطرفی کے حکم کو نامناسب یا برا نہیں کہا جاسکتا اور ٹربیونل نے اس کے برعکس فیصلہ دینے میں غلطی کی تھی۔ [C-173]

2.1. جواب دہندہ نے صرف 6.48 فیصد نمبر حاصل کیے تھے اور آخری امیدوار جس کو مقرر کیا گیا تھا اس نے 6.70 فیصد نمبر حاصل کیے تھے۔ لہٰذا مدعاعلیہ تقرری کا مستحق نہیں تھا اور نہ ہی اس کی تقرری کی جا سکتی تھی لیکن متعلقہ افسر کی جانب سے کی گئی غلطی یا مدعاعلیہ کی جانب سے کی گئی دھوکہ دہی کے لیے۔ (173-بی-سی)

3.1. ٹربیونل اس بات کو سمجھنے میں ناکام رہا کہ نمبروں کا اصل سرٹیفکیٹ یا نقلی کاپی پیش کرنے کے لئے بار بار کہا جانے کے باوجود، مدعاعلیہ تصدیق کے لئے اسے پیش کرنے میں ناکام رہا تھا۔ ٹربیونل اس بات کو سمجھنے میں بھی ناکام رہا لیکن مدعاعلیہ نے خود یا اس کے ساتھ مل کر جو دھوکہ دہی کی ہے، اس کے لیے رجسٹر میں نمبروں کا غلط اندراج نہیں کیا جاسکتا تھا اور یہ کہ اصل درخواست فارم اور سرٹیفکیٹ دفتر کے ریکارڈ سے غائب نہیں ہوتے۔ [172-ایچ؛ 173-اے-بی]

ٹربیونل کا نقطہ نظر غلط تھا کیونکہ اس نے انکوائری کی کارروائی کا جائزہ لیا تھا جیسے وہ کسی فوجداری معاملے میں اپیل کی سماعت کر رہا ہو۔ اس نے یہ کہتے ہوئے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا کہ زیڈ رجسٹر سے جو

اقتباس پیش کیا گیا تھا وہ قانونی ثبوت نہیں تھا اور انکوائری افسر کے ذریعہ اس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ٹریبونل اس بات کو سمجھنے میں ناکام رہا کہ رجسٹر کو سرکاری ریکارڈ کے طور پر ڈویژنل انجینئر کے دفتر میں رکھا گیا تھا اور اس طرح یہ ایک عوامی دستاویز کی شکل میں تھا۔اس کی باقاعدہ تصدیق ایک مجاز افسر نے کی تھی۔ٹریبونل نے یہ کہنے کے بعد کہ طریقہ کار اور ثبوت کے سخت قواعد محکمانہ انکوائری پر لاگو نہیں ہوتے ہیں، اس معاملے میں اسی کا اطلاق کرنے میں غلطی کی۔ 1172-سی-ایف]

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 7766 آف 1997۔

1992 کے او اے نمبر 1139 میں سینٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل، حیدر آباد کے 18.9.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

درخواست گزاروں کی جانب سے ایڈیشنل سالیسٹر جنرل این بھٹ، راجیو نندا، اے کے شرما اور سی وی سبا راؤ شامل ہیں۔

مدعا علیہ کی طرف سے ناگیشور پرساد، جی آر کے پرساد، ایس ادے کمار ساگر اور وی ایس ریڈی

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

ناناوتی، جسٹس۔اجازت دے دی گئی۔

مرکزی حکومت اس اپیل میں سینٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل، حیدر آباد بنچ کے ذریعے 1992 کے او اے نمبر 1139 میں دیے گئے حکم کو چیلنج کر رہی ہے۔

مدعا علیہ کو 24 جون، 1981 کو ڈویژنل انجینئر، ٹیلی کام، ایلورو نے عارضی بنیاد پر ٹیلی فون آپریٹر کے طور پر مقرر کیا تھا۔20 مئی 1983ء کے ایک حکم کے ذریعہ انہیں باقاعدگی سے مقرر کیا گیا تھا۔

8 مئی، 1984 کو، مدعا علیہ کو تصدیق کے لئے اپنا اصل ایس ایس سی مارکس سرٹیفکیٹ پیش کرنے کے لئے کہا گیا تھا. انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسے تقرری کے لئے اپنی درخواست کے ساتھ جمع کرایا تھا اور اسے واپس نہیں کیا گیا تھا۔ بار بار مطالبات کے باوجود انہوں نے اصل سرٹیفکیٹ یا نقلی سرٹیفکیٹ جمع نہیں کرایا۔ لہٰذا ڈویژنل انجینئر کو شک ہوا اور انہوں نے اسکول فارم کے ہیڈ ماسٹر سے پوچھ گچھ کی جس میں مدعا علیہ نے ایس ایس سی کا امتحان پاس کیا تھا۔ انہیں بتایا گیا کہ جواب دہندہ نے صرف 6.48 فیصد نمبر حاصل کیے ہیں۔ جواب دہندہ نے پہلے بتایا تھا کہ زیڈ رجسٹر میں درج اندراج سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے 80.79 فیصد نمبر حاصل کیے ہیں۔ چونکہ مدعا علیہ نے غلط طریقے سے ملازمت حاصل کی تھی اور سی ایس (کنڈکٹ) رولز، 1964 کے قاعدہ 3 (1) (آئی) (3) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس کے خلاف محکمانہ انکوائری کی گئی تھی۔ یہ الزام ثابت ہو گیا اور 29 مارچ 1989 کو ان کی برطرفی کا حکم جاری کر دیا گیا۔ مذکورہ حکم کے خلاف دائر اپیل کو کنٹرولر یا کے ڈائریکٹر (ٹیلی کام) نے خارج کر دیا۔ ٹیلی کمیونیکیشن بورڈ میں ان کی نظر ثانی کی درخواست بھی ناکام رہی۔ لہٰذا انہوں نے مذکورہ بالا اوا ے ٹریبونل کے سامنے دائر کیا۔

ٹریبونل نے سنیاسی راو کے ثبوتوں کی ستائش پر کہا کہ زیڈ رجسٹر میں اندراج کرنے میں اپنائے گئے طریقہ کار اور طریقہ کار کو ثابت کرنے کے لئے انکوائری افسر کے سامنے جانچ کی گئی تھی، انہوں نے کہا کہ ان کے ثبوت" بے کار تھے اور الزام کی شق کو ثابت کرنے کے لئے اس سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا تھا"۔ جہاں تک مدعا علیہ سے متعلق اندراج کے سلسلے میں زیڈ رجسٹر سے پیش کردہ اقتباسات کا تعلق ہے، ٹریبونل نے کہا کہ اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ثانوی ثبوت ہے اور مذکورہ اقتباس کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کسی ثبوت کی عدم موجودگی میں، یہ قانون کی نظر میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ٹریبونل کا خیال تھا کہ اگرچہ اس طرح کی محکمانہ انکوائری ایک نیم فوجداری انکوائری ہے جس میں تکنیکی قواعد سختی سے لاگو نہیں ہوتے ہیں اور لاگو ہونے والا ٹیسٹ زیادہ امکانات کا حامل ہوتا ہے، پھر بھی قانونی شواہد اور/ یا حالات سے نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے نہ کہ اس کی عدم موجودگی میں۔ عدالت نے یہ بھی کہا کہ 'تاہم ثبوت کی جگہ نہیں لی جا سکتی کیونکہ استغاثہ نے براہ راست ثبوت جمع کر کے 'بنائے گئے' اور 'بنائے گئے' کے درمیان فاصلہ ختم نہیں کیا ہے۔ تفتیشی افسر کی جانب سے ریکارڈ کردہ نتائج کس کے شواہد کی بنیاد پر درج کیے گئے ہیں۔

سنیاسی راو اور زیڈ رجسٹر سے اندراج کا اقتباس کہ مذکورہ اندراج مدعاعلیہ کی طرف سے فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر کیا گیا تھا، ٹربیونل نے اس بنیاد پر غلط قرار دیا کہ مدعاعلیہ کی طرف سے کی گئی اصل درخواست اور اس کے ذریعہ پیش کردہ سرٹیفکیٹ انکوائری افسر کے ذریعہ مطالعہ کے لئے دستیاب نہیں تھے کیونکہ وہ ریکارڈ سے غائب پائے گئے تھے اور یہ ظاہر کرنے کے لئے کوئی مواد نہیں تھا کہ جواب دہندہ نے انہیں غائب کر دیا تھا۔ٹربیونل نے مدعاعلیہ کے اس بیان پر بھروسہ کرنے کو ترجیح دی کہ اس نے اپنی درخواست میں درست معلومات جمع کرائی تھیں اور اصل سرٹیفکیٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے 6.48 فیصد نمبر حاصل کیے تھے۔شواہد کے اس نقطہ نظر کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے کہا کہ یہ نتیجہ کہ الزام ثابت کیا گیا تھا کسی ثبوت پر مبنی نہیں تھا اور اس لئے سزا کے نتیجے میں دیے گئے حکم کو منسوخ کیا جانا چاہئے۔

درخواست گزار کے وکیل کی جانب سے یہ دلیل دی گئی تھی کہ ٹربیونل کا طریقہ کار غلط تھا کیونکہ اس نے انکوائری کی کارروائی کا اس طرح جائزہ لیا تھا جیسے وہ کسی فوجداری معاملے میں اپیل کی سماعت کر رہا ہو۔سنیاسی راو ڈویژنل انجینئر (ٹیلی کام) کے دفتر میں کام کرنے والی افسر تھیں اور زیڈ رجسٹر میں اندراج کرنے میں اس دفتر میں اپنائے جانے والے طریقہ کار اور طریقہ کار سے واقف تھیں۔صرف اس لیے کہ انہیں 1980 میں رائج طریقہ کار اور مدعاعلیہ سے متعلق اندراج کے بارے میں کوئی ذاتی جانکاری نہیں تھی، ٹربیونل ان کے ثبوت کو کوئی ثبوت نہیں سمجھ سکتا تھا۔ٹربیونل نے قانون کی غلطی کی تھی اور یہ کہتے ہوئے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا تھا کہ زیڈ رجسٹر سے جو اقتباس پیش کیا گیا تھا وہ قانونی ثبوت نہیں تھا اور انکوائری افسر کے ذریعہ اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ٹربیونل اس بات کو سمجھنے میں ناکام رہا کہ رجسٹر کو سرکاری ریکارڈ کے طور پر ڈویژنل انجینئر کے دفتر میں رکھا گیا تھا اور اس طرح یہ ایک عوامی دستاویز کی شکل میں تھا۔اس کی باقاعدہ تصدیق ایک مجاز افسر نے کی تھی۔ٹربیونل نے یہ کہنے کے بعد کہ طریقہ کار اور ثبوت کے سخت قواعد محکمانہ انکوائری پر لاگو نہیں ہوتے ہیں، اس معاملے میں اسی کا اطلاق کرنے میں غلطی کی۔یہ واقعی حیرت کی بات ہے کہ اس سلسلے میں قانون کی واضح پوزیشن اور اس طرح کے معاملوں میں ٹربیونل کے دائرہ اختیار کے باوجود ٹربیونل نے انکوائری افسر کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں کی جانچ پڑتال کرنا مناسب سمجھا جیسے یہ اپیل کی عدالت ہو۔

ٹربیونل کی جانب سے جاری کردہ حکم میں ایک اور خامی یہ ہے کہ وہ اس بات کو سمجھنے میں ناکام رہا کہ اگر مدعاعلیہ نے اپنے درخواست فارم میں کہا تھا کہ اس نے 6.48 فیصد نمبر حاصل کیے ہیں یا اس کے ذریعہ

حاصل کردہ نمبروں کے صحیح فیصد کا انکشاف کرتے ہوئے سرٹیفکیٹ پیش کیا ہے تو اسے بالکل بھی منتخب نہیں کیا جائے گا کیونکہ 6.70 فیصد نمبر حاصل کرنے والا امیدوار آخری تھا۔ٹریبونل اس بات کو سمجھنے میں بھی ناکام رہا کہ نمبروں کا اصل سرٹیفکیٹ یا نقلی کاپی پیش کرنے کے لئے بار بار کہا جانے کے باوجود، مدعاعلیہ کسی نہ کسی بہانے تصدیق کے لئے اسے پیش کرنے میں ناکام رہا۔ٹریبونل اس بات کو سمجھنے میں بھی ناکام رہا لیکن مدعاعلیہ نے خود یا اس کے ساتھ مل کر جو فراڈ کیا ہے اس کے لیے رجسٹر میں نمبروں کا غلط اندراج نہیں کیا جا سکتا تھا اور یہ کہ اصل درخواست فارم اور سرٹیفکیٹ دفتر کے ریکارڈ سے غائب نہیں ہو سکتے تھے۔

اس طرح تسلیم شدہ حقائق کے پیش نظر کہ مدعاعلیہ نے صرف 6.48 فیصد نمبر حاصل کیے تھے اور آخری امیدوار جسے مقرر کیا جا سکتا تھا اس نے 6.70 فیصد نمبر حاصل کیے تھے اور انکوائری افسر کے سامنے پیش کیے گئے دیگر شواہد سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مدعاعلیہ تقرری کا مستحق نہیں تھا اور اسے مقرر نہیں کیا جا سکتا تھا۔لہٰذا برطرفی کے حکم کو نامناسب یا برا نہیں کہا جا سکتا اور ٹریبونل نے اس کے برعکس فیصلہ دینے میں غلطی کی تھی۔

لہٰذا ہم اس اپیل کی منظوری دیتے ہیں، ٹریبونل کی جانب سے جاری کردہ حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور مدعاعلیہ کی جانب سے دائر اوا ے کو خارج کرتے ہیں۔اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔

ایس وی کے آئی

اپیل منظور کی جاتی ہے

Sheikh Javiad Alam
2024.08.03 15:39
I am the author of this document